مسٹر مائیکل ہارٹ

حضرت محمد ﷺ

حضور ﷺ کی عظیم الشان شخصیت پر ہر دور میں مسلمان اہل قلم نے بہت کچھ لکھا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ غیر مسلم اہل قلم کی بھی کمی نہیں جنہوں نے آپکی سیرت اور سوانح کو موضوع قلم بنایا۔ اس سلسلہ کی ایک اہم تحریر جناب مائیکل ھارٹ کی پیش خدمت ہے۔ جو انہوں نے اپنی مشہور کتاب "سو عظیم آدمی" میں حضور ﷺ کو سب سے بڑے انسان اور عظیم تاریخ ساز رہنما کے طور پر پیش کیا ہے۔ جناب مائیکل ھارٹ یورپ کے بہت بڑے مؤرخ، ادیب اور کئی اہم کتابوں کے مصنف ہیں۔ (ادارہ)

ممکن ہے کہ انتہائی متاثر کن شخصیات کی فہرست میں (حضرت) محمد ﷺ کا شمار سب سے پہلے کرنے پر چند احباب کو حیرت ہو اور کچھ معترض بھی ہوں۔ لیکن یہ واحد تاریخی ہستی ہے جو مذہبی اور دنیاوی دونوں محاذوں پر برابر طور پر کامیاب رہی۔

(حضرت) محمد ﷺ نے عاجزانہ طور پر اپنی مساعی کا آغاز کیا اور دنیا کے عظیم مذاہب میں سے ایک مذہب کی بنیاد رکھی اور اسے پھیلایا۔ وہ ایک انتہائی مؤثر سیاسی رہنما بھی ثابت ہوئے۔ آج تیرہ سو برس گزرنے کے باوجود ان کے اثرات انسانوں پر ہنوز مسلم اور گہرے ہیں۔

اس کتاب میں شامل متعدد افراد کی یہ خوش قسمتی رہی کہ وہ دنیا کے تہذیبی مراکز میں پیدا ہوئے اور وہیں ایسے لوگوں میں پلے بڑھے جو عموماً اعلیٰ تہذیب یافتہ یا سیاسی طور پر مرکزی حیثیت کی اقوام تھیں۔ اس کے برعکس ان کی پیدائش جنوبی عرب میں مکہ شہر میں 570ء میں ہوئی۔ یہ تب تجارت، فنون اور علم کے مراکز سے بہت دور دنیا کا دقیانوسی گوشہ تھا۔ وہ چھ برس کے تھے جب ان کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہوا۔ ان کی پرورش عام وضع پر ہوئی۔ اسلامی تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ وہ "ان پڑھ" تھے۔ پچیس برس کی عمر میں جب ان کی شادی ایک اہل ثروت عورت سے ہوئی تو ان کی مالی حالت میں بہتری پیدا ہوئی۔ تاہم چالیس برس کی عمر تک پہنچتے پہنچتے لوگوں میں ان کا ایک غیر معمولی انسان ہونے کا تاثر قائم ہو چکا تھا۔ تب زیادہ تر عرب اصنام پرست تھے، وہ متعدد

دیوتاؤں پر ایمان رکھتے تھے۔ مکہ میں البتہ عیسائیوں اور یہودیوں کی مختصر آبادیاں بھی موجود تھیں۔ انہی کے توسط سے آپ واحد خدائے مطلق کے تصور سے شناسا ہوئے۔ جب ان کی عمر چالیس برس تھی، انہیں احساس ہوا کہ خدائے واحد کی ذات مبارک ان سے اپنے فرشتے جبرئیل کی وساطت سے ہم کلام ہے اور یہ کہ انہیں سچے عقیدے کی تبلیغ کیلئے منتخب کیا گیا تھا۔

تین برس تک وہ اپنے قریبی اعزاء واقربا میں ہی اپنے نظریات کا پرچار کرتے رہے۔ قریب 613 عیسوی میں انہوں نے کھلے عام تبلیغ شروع کی۔ آہستہ آہستہ انہیں ہم خیالوں کی معیت حاصل ہوئی تو مکہ کے بااختیار لوگوں نے ان کی ذات میں اپنے لیے خطرہ محسوس کیا۔ 622ء میں وہ اپنی حفاظت جان کی غرض سے مدینہ چلے گئے۔ (یہ مکہ کے شمال میں دو سو میل کے فاصلے پر واقع ایک شہر ہے)۔ وہاں انہیں ایک بڑے سیاست دان کی حیثیت حاصل ہوئی۔ اس واقعہ کو "ہجرت" کہا جاتا ہے۔ یہ نبی کی زندگی میں ایک واضح موڑ تھا۔ مکہ میں تو انہیں چند رفقاء کی جمعیت حاصل تھی، مدینہ میں ان کی تعداد بہت زیادہ ہوگئی۔ جلد ہی ان کی شخصیت کے اثرات واضح ہوئے اور وہ ایک مکمل فرمانروا بن گئے۔ اگلے چند برسوں میں ان کے پیروکاروں کی تعداد میں تیزی سے اضافہ ہوا، اور مدینہ ومکہ کے بیچ چند جنگیں لڑی گئیں۔ جن کا اختتام 630ء میں آپ کی فتح مندی اور مکہ میں بطور فاتح واپسی پر ہوا۔ ان کی زندگی کے اگلے ڈھائی برسوں میں عرب قبائل سرعت سے اس نئے مذہب کے دائرے میں داخل ہوئے۔ 632ء میں آپ کا انتقال ہوا تو آپ جنوبی جزیرہ ہائے عرب کے موثرترین حکمران بن چکے تھے۔ عرب کے بدو قبائل تند خو جنگجوؤں کی حیثیت سے جانے جاتے تھے۔ لیکن وہ تعداد میں کم تھے۔ شمالی زرعی علاقوں میں آباد وسیع بادشاہتوں کی افواج کے ساتھ ان کی کوئی برابری نہیں تھی۔ تاہم آپ نے تاریخ میں پہلی مرتبہ انہیں یکجا کیا۔ یہ واحد راست خدا پر ایمان لے آئے، ان مختصر فوجوں نے انسانی تاریخ میں فتوحات کا ایک حیران کن سلسلہ قائم کیا۔ جزیرہ ہائے عرب کے شمال میں ساسانیوں کی نئی ایرانی سلطنت قائم تھی۔ شمال مغرب میں بازنطینی یا مشرقی سلطنت روما تھی جس کا محور کانسٹنٹی نوپل تھا۔ بالحاظ تعداد عرب فوج کا اپنے حریفوں سے کوئی جوڑ نہیں تھا۔ تاہم میدان جنگ میں معاملہ مختلف تھا۔ ان پرجوش عربوں نے

بڑی تیزی سے تمام میسوپوٹیمیا‘ شام اور فلسطین فتح کیا۔ 642ء میں مصر کو بازنطینی تسلط سے چھینا‘ جبکہ 637ء میں جنگ قدسیہ اور 642ء میں نہاوند کی جنگ میں ایرانی فوجوں کو تاخت و تاراج کیا۔

تاہم نبی اکرم ﷺ کے جانشین اور قریبی صحابہ ابوبکر اور عمر ابن الخطاب کی زیر قیادت ہونے والی ان عظیم فتوحات پر ہی مسلمانوں نے اکتفانہ کیا۔ 711ء تک عرب فوجیں شمالی افریقہ کے پار بحر اوقیانوس تک اپنی فتوحات کے جھنڈے گاڑ چکی تھیں۔ پھر وہ شمال کی طرف مڑے اور آبنائے جبرالٹر کو عبور کر کے سپین میں "ویسی گوتھک" سلطنت پر قبضہ کیا۔ ایک دور میں تو یوں معلوم ہوتا تھا کہ مسلمان تمام مسیحی یورپ پر قابض ہو جائیں گے۔ تاہم 732ء میں طور کی مشہور جنگ میں‘ جبکہ مسلمان فوجیں فرانس میں داخل ہو چکی تھیں‘ فرانک قوم کی فوجوں نے انہیں بالآخر شکست فاش دی۔ جنگ و جدل کی اس صدی میں ان بدوی قبائل نے نبی کے الفاظ سے حرارت لے کر ہندوستان کی سرحدوں سے بحر اوقیانوس تک ایک عظیم سلطنت استوار کرلی۔ اتنی بڑی سلطنت کی اس سے پہلے تاریخ میں کوئی مثال نہیں ملتی۔ جہاں ان افواج نے فتوحات حاصل کیں‘ وہاں بڑے پیمانے پر لوگ اس نئے عقیدے کی جانب مائل ہوئے۔ لیکن یہ تمام فتوحات پائیدار ثابت نہیں ہوئیں۔ ایرانی اگرچہ اسلام سے وفادار رہے لیکن انہوں نے عربوں سے آزادی حاصل کرلی۔ سپین میں سات صدیاں خانہ جنگی جاری رہی اور بالآخر تمام جزیرہ ہائے سپین پر پھر سے مسیحی غلبہ ہو گیا۔ قدیم تہذیب کے یہ دو گہوارے میسوپوٹیمیا اور مصر عربوں کے تسلط میں ہی رہے۔ یہی پائیداری شمالی افریقہ میں بھی قائم رہی۔ اگلی صدیوں میں یہ نیا مذہب مسلم مفتوحات کی حقیقی سرحدوں سے بھی پرے پھیل گیا۔ آج افریقہ اور وسطی ایشیا میں اس مذہب کے کروڑوں پیروکار موجود ہیں۔ یہی حال پاکستان‘ شمالی ہندوستان اور انڈونشیا میں بھی ہے۔ انڈونیشیا میں تو اس مذہب نے ایک متحد کر دینے والے عنصر کا کردار ادا کیا۔ بر صغیر پاک و ہند میں ہندو مسلم تنازعہ ایک اجتماعی اتحاد کی راہ میں حائل ہنوز ایک بڑی رکاوٹ ہے۔ سوال یہ ہے کہ ہم کس طرح انسانی تاریخ پر (حضرت) محمد ﷺ کے اثرات کا تجزیہ کرسکتے ہیں۔ تمام مذاہب کی طرح اسلام نے بھی اپنے پیروکاروں کی زندگیوں پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ یہی وجہ ہے کہ قریب سبھی عظیم مذاہب کے

بانیان اس کتاب میں شامل ہیں۔ اس وقت عیسائی مسلمانوں سے بالحاظ تعداد دوگنے ہیں' اسی لیے یہ بات عجیب محسوس ہوتی ہے کہ (حضرت) محمد ﷺ کو عیسی علیہ السلام مسیح سے بلند مقام دیا گیا ہے۔ اس فیصلہ کی دو بنیادی وجوہات ہیں۔ اول مسیحیت کے فروغ میں یسوع مسیح کے کردار کی نسبت اسلام کی ترویج میں (حضرت) محمد ﷺ کا کردار کہیں زیادہ بھرپور اور اہم رہا۔ ہرچند کہ عیسائیت کے بنیادی اخلاقی اعتقادات کی تشکیل میں یسوع کی شخصیت بنیادی رہی (یعنی جہاں تک صہیونی عقائد سے مختلف ہیں)۔ سینٹ پال نے ہی صحیح معنوں الٰہیات کی ترویج میں حقیقی پیش رفت کی۔ اس نے عیسائی پیروکاروں میں اضافہ بھی کیا اور وہ عہد نامہ جدید کے ایک بڑے حصہ کا مصنف بھی ہے۔ (حضرت) محمد ﷺ نہ صرف اسلام کی الٰہیات کی تشکیل میں بھی فعال تھے بلکہ اس کے بنیادی اخلاقی ضوابط بھی بیان کیے۔ علاوہ ازیں انہوں نے اسلام کے فروغ کیلئے بھی مساعی کیں اور اس کی مذہبی عبادات کی بھی توضیح کی۔ عیسیٰؑ مسیح کے برعکس (حضرت) محمد ﷺ نہ صرف ایک کامیاب دنیادار تھے بلکہ ایک مذہبی رہنما بھی تھے۔ فی الحقیقت وہی عرب فتوحات کے پس پشت موجود اصل طاقت تھے۔ اس اعتبار سے وہ تمام انسانی تاریخ میں سب سے زیادہ متاثرہ کن سیاسی قائد ثابت ہوتے ہیں۔ بہت سے اہم تاریخی واقعات کے متعلق کہا جاسکتا ہے کہ وہ ناگزیر تھے۔ اگر ان کی رہنمائی کرنے والا کوئی خاص سیاسی قائد نہ بھی ہوتا' وہ وقوع پذیر ہوکر ہی رہتے۔ مثال کے طور پر اگر سائمن بولیور کبھی پیدا نہ ہوتا' پھر بھی شمالی امریکی کالونیاں سپین سے آزادی حاصل کرہی لیتی۔ لیکن عرب فتوحات کے بارے میں ایسا نہیں کہا جاسکتا ہے۔ (حضرت) محمد ﷺ سے پہلے ایسی کوئی مثال موجود نہیں ہے۔ اس امر پر اعتبار کرنے میں ہچکچاہٹ کی کوئی وجہ نہیں ہے کہ پیغمبر کے بغیر یہ فتوحات ممکن نہیں تھیں۔ تاریخ انسانی میں ان سے مماثل ایک مثال تیرہویں صدی میں ہونے والی منگولوں کی فتوحات ہیں' جو بنیادی طور پر چنگیز خان کے زیراثر ہوئیں۔ یہ فتوحات عربوں سے کہیں زیادہ وسیع وعریض ہونے کے باوجود ہرگز پائیدار نہیں تھیں۔ آج منگولوں کے قبضہ میں صرف وہی علاقے باقی رہ گئے ہیں جو چنگیز خان کے دور میں ان کے تسلط میں تھے۔

عرب فتوحات کا معاملہ اس سے بہت مختلف ہے۔ عراق سے مراکش تک عرب اقوام کی

ایک زنجیر پھیلی ہوئی ہے، یہ صرف اپنے مشترک عقیدے "اسلام" ہی کے سبب باہم متحد نہیں ہیں بلکہ ان کی زبان، تاریخ اور تمدن بھی مشترک ہیں۔ قرآن نے مسلم تہذیب میں مرکزیت پیدا کی ہے اور یہ حقیقت بھی ہے کہ اسے عربی میں لکھا گیا۔ شاید اسی باعث عربی زبان باہمی ناقابل فہم مباحث میں الجھ کر منتشر نہیں ہوئی۔ گو درمیان کی تیرھویں صدی میں ایسا امکان پیدا ہو چلا تھا۔ بلاشبہ ان عرب ریاستوں کے بیچ اختلافات اور تقسیم موجود ہے۔ یہ بات قابل فہم بھی ہے لیکن یہ جزوی بعد ہمیں اتحاد کے ان اہم عناصر سے صرف نظر کرنے پر مائل نہیں کر سکتا جو ہمیشہ سے موجود رہے۔ مثال کے طور پر ایران اور انڈونیشیا دونوں تیل پیدا کرنے والے اور مسلمان ممالک ہیں۔ لیکن 1973-74ء کے موسم سرما میں ہونے والے تیل کی تجارت کی بندش کے فیصلے میں شامل نہیں تھے۔ یہ محض اتفاق نہیں ہے کہ تمام عرب باشندے اور صرف عرب ریاستیں ہی اس فیصلے میں شریک تھیں۔ ہم جانتے ہیں کہ ساتویں صدی عیسوی میں عرب فتوحات کے انسانی تاریخ پر اثرات ہنوز موجود ہیں۔ یہ دینی اور دنیاوی اثرات کا ایسا بے نظیر اشتراک ہے جو میرے خیال میں (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو انسانی تاریخ میں سب سے زیادہ متاثر کن شخصیت کا درجہ دینے کا جواز بنتا ہے۔

بقیہ صـــ ۲۸ ــــے

اپنی مثال رکھی کہ میں بھی اسی معاشرے کا فرد ہوں اور میرے اخلاق کریمانہ کے تم قائل ہو تو پھر میری دعوت پر لبیک کہو تاکہ تم بھی اصلاح پاؤ اور پورے معاشرے کی اصلاح ہو جائے اور تم امن واخوت کی فضاء میں زندگی بسر کر سکو۔ (۱۴) فتح الباری (شرح بخاری)۔ ابن حجر، احمد بن علی عسقلانی، محولا بالا، ص ۷۳۷، جلد نمبر : ۸ (۱۵) زاد المعاد۔ جوزی، ابن عبداللہ ابن القیم، بیروت، دار الفکر، ص ۲۴، الجزء الاول (۱۶) زاد المعاد۔ جوزی، ابن عبداللہ بن القیم محولا بالا، ص ۱۲۶ الجزء الثانی (۱۷) صحیح مسلم۔ مسلم امام مسلم بن الحجاج القشیری، بیروت، دار الفکر، ۱۴۰۰ھ / ص ۱۴۲۱ (۱۸) زاد المعاد۔ جوزی، ابن عبداللہ بن القیم، محولا بالا۔ ص ۵۳ الجزء الثانی (۱۹) السیرۃ النبویہ۔ ابن ھشام، ابو محمد عبدالمالک، بیروت، تراث الاسلام، ص ۵۰۱ تا ۵۰۴ القسم الاول (۲۰) زاد المعاد۔ جوزی، ابی عبداللہ بن القیم، محولا بالا ۵۶ الجزء الثانی (۲۱) صحیح مسلم۔ مسلم امام مسلم بن الحجاج القشیری، محولا بالا، ص ۴۰۹ الجزء الثالث (۲۲) فتح الباری (شرح بخاری)۔ محولہ بالا۔ ص ۳۲، الجزء الاول (۲۳) القرآن۔ ۹۲ / ۱۲ والسیرۃ النبویہ، ابن ہشام، ابو محمد بن عبدالملک، محولا بالا، ص ۵۵، الجزء الرابع (۲۴) سنن ابی داود۔ ابی داود۔ سلیمان بن اشعث، بیروت، دار احیاء التراث العربی، ص ۸۵ الجزء الثانی (۲۵) القرآن۔ ۱۹ / ۱۰ (۲۶) کلیات اقبالؒ۔ اقبال محولا بالا، ص ۲۷۳ (۲۷) ایضاً۔ ص ۲۷۳ (۲۸) الصحیح المسلم۔ مسلم ابوالحسن بن الحجاج القشیری، کراچی، نور محمد اصح المطابع، ۱۳۷۵ھ، ص ۳۱۷ / ج : الثانی (۲۹) صحیح البخاری۔ بخاری محمد بن اسماعیل، کراچی، نور محمد اصح المطابع ۱۳۸۱، ص ۶، جلد اول۔